آرنلڈ جوزف ٹائن بی اور اسلامی تہذیب کی تشکیل وارتقاء؛ایک تجزیاتی جائزہ

The Establishment & Evolution of Islamic Civilization;

(An Analytical Review of Arnold J. Toynbee's View)

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Muzaffar Ali (Lecturer, Islamic Studies, National University of Modern Languages (NUML) Islamabad.
E-mail: muzaffarali@numl.edu.pk

Abstract: Arnold J. Toynbee is a philosopher of history. He has given a civilizational thought to the history. He has divided civilizations from a historical perspective. According to him, during their evolution the number of civilizations has fell from 21 to 5 in the contemporary world. He acknowledges that religion has played a significant role in the rise and fall of civilizations. Number of Muslim historians have appreciated his stance, his work nonetheless shows many aspects to be reassessed. His approach to the Islamic Civilization has several problems. This article attempts to reflect upon his study and methodology in understanding Islamic civilization. It also aims to remove some misconceptions of the West that are based on Toynbee's understating of the Islamic civilization and history.

Keywords: Arnold J. Toynbee, Islamic History, Islamic Civilization, Islamic Philosophy.

خلاصہ

آرنلڈ جوزف ٹائن بی تاریخ کے وہ فلسفی ہیں جنھوں نے تاریخ کو تہذیبی فکر عطا کی ہے۔ اس نے تاریخ کے منظر سے تہذیبوں کو تقسیم کیا ہے اور ان کے مطابق، تہذیبیں اپنے ارتقائی سفر میں 21 سے گھٹ کر 5 پانچ تک پہنچی ہیں۔ ٹائن بی معترف ہے کہ تہذیبوں کی تشکیل اور محو ہونے میں دین کا اہم کردار رہا ہے۔ کئی مسلمان مؤرخین نے ٹائن بی کی اس سوچ کو سراہا ہے؛ لیکن مقالہ نگار کے مطابق اسلامی تہذیب کی تشکیل اور ارتقاء کے بارے میں ٹائن بی کے نظریات میں کافی سقم موجود ہے جس کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ یہ مقالہ تہذیبوں کے حقائق کے فہم میں ٹائن بی کے طریقہ کار اور ان کے بیان میں غلط فہمیوں کو زیر بحث لاتا ہے۔ اور ٹائن بی کے نظریات پر استوار بعض یورپیوں کی اسلامی تہذیب کے بارے میں غلط فہمیوں کا ازالہ کرتا ہے۔

کلیدی کلمات: آرنلڈ جوزف ٹائن بی، تاریخ اسلامی، تہذیب اسلامی، فلسفہء اسلامی۔

آرنولڈ جوزف ٹائن بی(Arnold J. Toynbee) اور اس کا نظریہ ٔتہذیب

آرنولڈ جوزف ٹائن بی 14 اپریل 1890 میں برطانیہ کے معروف شہر لندن میں پیدا ہوا۔ وہ ایک علمی شغف رکھنے والے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے اپنے مطالعات میں تہذیبِ اسلامی کو بہت اہمیت دی ہے۔اسی بنا پر اس کا فلسفہ ٔ تاریخ کا مطالعہ تہذیبِ اسلامی کے مختلف پہلوؤں کو شامل ہے۔ وہ ایک معروف تاریخ دان ہونے کے ساتھ ساتھ علم تاریخ کے ایک نمایاں فلسفی کی حیثیت سے بھی شہرت رکھتا ہے۔

ٹائن بی کو تاریخ کے میدان میں مہارت کی وجہ سے حکومت برطانیہ نے 1914 – 1918ء کے سالوں میں اپنے عالمی امور میں شامل کیا۔ اُن میں دوسری عالمی جنگ کے امور بھی شامل ہیں، وہ Political Intelligence Department (PID) کا حصہ رہا۔ اپنی مہارت کی بنا پر 1929ء سے خارجی امور، بالخصوص "The Royal Institute of International Affairs (R.I.I.A)" کے عہدے پر پر تعینات رہا۔ دوسری عالمی جنگ (1939 سے 1945ء) کے خاتمے کے بعد اسے بین الاقوامی معاملات (Survey of International Affairs) کا نگران اعلی متعین کیا گیا۔ اور 1946ء میں وزارت خارجہ کی طرف سے اسے لندن یونیورسٹی میں ایک عہدے(Press and Research Service (PRS پر تعینات کیا گیا۔[1] سرکاری عہدے کے ساتھ ہی ساتھ وہ علم تاریخ میں اپنی مہارت کو بڑھاتا رہا۔ ملک کے تمام داخلی اور خارجی امور کو مدّ نظر رکھا اور اپنے مطالعہ ٔ تاریخ کی روشنی میں کتابیں بھی لکھیں۔ تاریخ پر اس کی ایک اہم کتاب "A Study of History" ہے جس کی بارہ جلدیں ہیں۔ اس کی پہلی تین جلدیں 1934ء میں منظر عام پر آئیں۔ جلد نمبر چار تا چھ 1939ء میں چھپیں اور آخریں چھ جلدیں 1945ء میں شائع ہوئیں۔ اس کتاب کی افادیت کی بنا پر ایک امریکی مؤرخ سومر فیل نے اس کا خلاصہ بنام " Abridgement: A Study of History" لکھا جسے مصنف نے پسند کیا۔[2] مشہور مغربی مؤرخ ولیم مکنیل William Hardy McNeill (1917–2016) ٹائن بی کا بعض معروف مؤرخین جیسے ہیروڈٹس Herodotus، ڈانٹے Dante Alighieri اور ملٹن John Milton کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

"Toynbee should rank as a twentieth century epigone to his poetic predecessors, for he, like them, possessed a powerful and creative mind that sought, restlessly and unremittingly, to make the world make sense."[3]

یعنی: "ٹائن بی اپنے طاقتور اور تخلیقی دماغ کی بنیاد پر بیسویں صدی میں اپنے سابقین کی طرح اعلیٰ درجہ رکھتا ہے، جس نے اپنی صلاحیتوں کی بنیاد پر دنیا کے حقائق کو سمجھنے کی راہ ہموار کی۔"

یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ مغربی دنیا میں تاریخ کئی صدیوں تک افسانوں کی صورت میں وجود رکھتی تھی۔ ٹائن بی نے مخصوص فکری انداز میں اسے نمایاں شکل وصورت والی تہذیب کے طور پر پیش کیا۔ اس کی ایسی ماہرانہ صلاحیت اور منفرد قابلیت کی وجہ سے کئی بڑی یونیورسٹیوں نے 1947ء میں اسے شعبۂ تاریخ میں اہم عہدے کی پیشکش کی۔ ان میں انگلینڈ کی ہارورڈ اور کیمبرج یونیورسٹی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ امریکہ کی بھی کئی یونیورسٹیوں نے اپنے طلبہ اور سکالرز کی تعلیم وتربیت کی دعوت دی۔[4] ٹائن بی اپنی تاریخ نگاری اور تاریخ بینی کے دو عوامل گنواتا ہے۔ ان میں سے پہلا عامل مغربی دنیا کی مروجہ تاریخ جبکہ دوسرا عامل یونانی علوم کی تعلیم ہے۔[5] انہی عوامل کے سبب سے تشکیل پانے والے افکار کی بناپر اس نے اپنی خاص تاریخی فکر کی اہم کتابیں تصنیف کیں۔

1. The New Europe (1915).
2. The Western Question in Greece and Turkey (1922).
3. Greek Civilization and Character (1924).
4. Greek Historical Thought (1924).
5. Turkey: Nations of the Modern World, With K. P. Kirkwood (1926).
6. Christianity and Civilization (1940).
7. A Study of History: Abridgement by Somervell (1945, 1946).
8. Civilization on Trial (1946).
9. War and Civilization (1951).
10. The World and the West, 1953.
11. An Historian’s Approach to Religion, 1956.
12. Mankind and Mother Earth, (1974).

ٹائن بی کا نظریۂ تشکیل تہذیب

ٹائن بی دنیا کی تاریخ کو تہذیب کی صورت میں سمجھتا اور پیش کرتا ہے۔ وہ اپنے فلسفۂ تاریخ کی روشنی میں تہذیبوں کی تقسیم کرتا ہے۔ اس کی مشہور تصنیف (Mankind and Mother Earth (1974 C.E کا ڈاکٹر نقولا زیادہ (1907۔2006) نے عربی زبان میں ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ ”تاریخ البشریۃ“ کے نام سے شائع ہوا۔ اس کتاب کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ وہ مشہور مسلمان مؤرخ ابن خلدون (808ھ) کے افکار سے بہت متاثر ہے، وہ اپنی کتاب A Study of History میں بار بار اقرار کرتا ہے کہ ابن خلدون فلسفۂ تاریخ کا غیر متعصب بانی ہے۔ یہ اس کے اہم عقلی علوم میں سے ہے جو زمان ومکان کی حدود سے ماوراء ہے۔[6]

اگرچہ ٹائن بی نے تاریخ کے اپنے فلسفہ کی بنیاد معروف مسلم مؤرخ ابن خلدون (م1406ء) نے رکھی ہے لیکن آرنلڈ ٹائن بی کا نقطۂ نظر اور منہج اس امر کو بحیثیت مؤرخ ایک مختلف پہلو سے دیکھتا اور پیش کرتا ہے۔ اس کے فلسفۂ تاریخ کے تناظر میں کل ۲۱ تہذیبیں ظہور پذیر ہوئیں۔ ان کے نام یہ ہیں: مصری، آنڈی، چینی، منوی، سمیری، مایانی، یوکانی، میکسیکی، حتی، سریانی، بابلی، ایرانی، عربی، مشرق بعید مرکزی، مشرق بعید جاپانی شاخ، ہندی، ہندو، یونانی، آرتھوڈکس مسیحی مرکز، آرتھوڈکس مسیحی روسی شاخ اور مغربی۔[7] ٹائن بی کے مطابق دور حاضر میں ان اکیس تہذیبوں میں سے صرف پانچ تہذیبیں اپنی مکمل یا جزوی صورت میں پائی جاتی ہیں۔ وہ یہ ہیں: مغربی مسیحیت، آرتھوڈکس مسیحیت، اسلام، ہندو اور مشرق بعید۔[8] اسی تقسیم کی بنیاد پر اس نے دین اسلام کو ایک ایسی تہذیب قرار دیا جس کی بنیاد ایرانی، عربی اور شامی تہذیب و تمدن ہیں۔ اپنے اس نظریے کی بنا پر اس نے دین اسلام کی ایسی تصویر پیش کی ہے جس سے مسلم علماء اتفاق نہیں کر سکتے کیونکہ اُس میں انہیں تعصب اور تحریف کا عنصر نظر آتا ہے۔ ٹائن بی کی اسلامی تہذیب کی پیش کاری میں اِفراط و تفریط بھی پائی جاتی ہے۔

تشکیل تہذیب میں دین کا کردار

ٹائن بی عالمی تہذیب کو مختلف تناظر سے دیکھنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ تہذیب دنیا کے بڑے مذاہب کا ماخذ ہے اور تہذیبوں کی تقسیم اور ان کے باہمی روابط کی تفہیم سے وہ ان کے درمیان "ابوّت و بنوّت" یعنی "باپ، بیٹے" کا رشتہ ثابت کرتا ہے۔ اس کے نزدیک تہذیب کے ظہور، تشکیل، اِرتقاء اور عروج سے لے کر اُس کے زوال تک دین بہت اہم اور بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ اس رشتے کے تاریخی تسلسل میں کچھ تہذیبیں اپنا کردار ادا کرنے کے بعد مٹ چکیں ہیں اور ان کی جگہ نئی تہذیبوں نے لے لی ہے۔ اسی بنا پر وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ آرتھوڈکس مسیحی معاشرہ، مغربی معاشرے کی طرح یونانی معاشرے سے نسبت بنوّت رکھتا ہے، اور اسلامی معاشرہ ایرانی اور عربی امتزاج سے بنا ہے اور ان کو سریانی معاشرے سے نسبت بنوّت ہے، اور ہندی معاشرے کو ہندو معاشرے سے بنوّت کا رشتہ ہے، اور مشرق اقصی کے عقب میں چینی معاشرہ ملتا ہے۔[9] تمام معاشروں کے افراد اور اجزاء کے جوڑنے کا اہم عامل ٹائن بی کے مطابق دین ہے۔[10] تہذیب کا دور نشأۃ، ارتقاء، انحلال اور سقوط پر مبنی ہے۔[11]

اس کے ساتھ ٹائن بی کی تہذیب کی تحقیق کے فلسفہ کا محور مذہب اور اس کا تعلق ثقافت اور ترقی کے ساتھ تھا۔[12] ٹائن بی مذہبی نظریات میں بڑھوتری اپنی کتاب "A Study of History" میں "تبدیلی (Change)" کے تناظر میں کرتا ہے۔ اس کے مطابق مذہب عمومی طور اخلاقیات کے گرد ہے اور یہ کسی بھی تہذیب کی نشوؤاور ارتقاء کا اہم محور ہے۔ وہ اپنی کتاب کی ساتویں سے دسویں جلدوں میں اس عقیدہ پر ہے کہ ادیان تہذیبوں کی

تشکیل کا اہم سبب ہیں۔ ہمیشہ اس تہذیب نے ترقی کی جس نے اعلیٰ مذہب کو اپنے میں متعارف کروایا۔[13] ٹائن بی نے اپنی تہذیبی فکر کو سامنے رکھتے ہوئے تہذیبوں کے مطالعے کی ابتدائی تقسیم ۲۱ تہذیبوں میں کی ہے:[14]

تہذیب	زمان ومکان ماٰخذ	مذہب	ماٰخذ مذہب
مصری	وادی نیل 4000سال قبل مسیح	آزیرس کی پوجا ایٹونزم	اجنبی؟ سمیری؟
آنڈی	آنڈی ساحل اور سطح مرتفع؛ ابتدائے سن عیسوی	۔	۔
چینی	دریائے زرد کی وادی، زیریں	مہایان بدھ، نیو ٹاؤازم	اجنبی (ہندی، یونانی، سریانی)؛ ملکی لیکن نقل
منوی	جزائر ایجہ؛ 3000ق۔م	۔	۔
سمیری	دجلہ فرات کی وادیٔ زیریں 3500ق۔م	تموز کی پوجا۔ لیکن سمیری معاشرے نے نیا مذہب پیدا نہیں کیا	
مایانی	وسطی امریکہ کا منطقہ حارہ جنگل 500ق۔م	مایائی، بابلی، حتّی اور ہندی معاشروں کے سلسلے میں معلوم ہوتا ہے کہ جب ان پر دو انحلال آیا تو یہ قدیم انسان کی مزاجی خصوصیت کی جانب لوٹ گئے، ان کے مذہب میں بے لگام جنسیّت نمایاں تھی اور فلسفہ میں مبالغہ آمیز رہبانیت، ان دونوں کے درمیان وسیع خلیج سے بے حسی؛ قدیم مجلسی نظام کی شکست کے صدمے نے ان میں گناہ کا احساس بیدار کیا۔	
یوکانی اور میکسیکی (دونوں کے ملنے سے وسطی امریکہ)	جزیرہ نمائے یوکاٹان کی بے آب و شجر پتھریلی زمین 629ء کے بعد		
حتی	کپاڈوشیا، سمیری سرحدوں کے پاس؛ 1500ق۔م سے پیش تر		
سریانی	شام؛ 1100ق۔م سے پیش تر	اسلام	ملکی
بابلی	عراق؛ 1500ق۔م سے پیش تر	یہودیت، زرتشتیت	اجنبی۔ سریانی
ایرانی اور عربی (دونوں ملکر اسلامی)	اناطولیہ، ایران، جیحون، سیحون، 1300ء سے قبل عرب، عراق، شام، شمال افریقہ 1300ء سے پیش تر	۔	۔
مشرق اقصیٰ مرکز	چین؛ 500ء پیش تر	کیتھولک، ٹائپنگ	اجنبی، نیم اجنبی، مغربی رنگ
مشرق اقصیٰ جاپان شاخ	جاپان مجمع الجزائر؛ 500ء کے بعد	جودو، جودو شنشو، لیگرلیزم زین	نیم اجنبی، مرکز سے ملکی

ہندی (ہندو سے رشتہ ابوت)	سندھ وگنگا کی وادیاں؛ 1500 ق۔م	ہندویت	ملکی
ہندو (ہندی سے رشتہ بنوّت)	شمالی ہندوستان؛ 800ء سے پیش تر	کبیر پنتھ؛ سکھ دھرم، برہمو سماج	نیم اجنبی، اسلامی، مغربی رنگ
یونانی	بحیرہ ایجہ کے جزائر وسواحل؛ 1100ق۔م سے پیش تر	مسیحیت، آفتاب پرستی، مانویّت، ازیز کی پوجا، مہایان بدھ مت، سبل کی پوجا، لوفلاطونیّت	اجنبی، سریانی، مصری، ہندی، حتّی، ملکی
آرتھوڈکس مسیحی مرکز	اناطولیہ؛ 700ء سے پیش تر (گیارہویں صدی میں مغرب سے قطعی بے تعلق)	امامی شیعیّت، بدرالدینیّت	اجنبی۔ایرانی
آرتھوڈکس مسیحی روسی شاخ	روس؛ دسویں صدی مسیحی	فرقہ بندی، تجدیدی پروٹسٹنٹ ازم	ملکی، اجنبی، مغربی
مغربی	مغربی یورپ؛ 700ء سے پیش تر	-	-

ٹائن بی نے مذکورہ بالا تہذیبوں کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے:

ا۔ **ترقی یافتہ تہذیبیں**: وہ تہذیبیں جو آزمائشوں کا مقابلہ کرکے کامیابی سے ہمکنار ہو کر پروان چڑھ گئیں۔ ان میں آرتھوڈکس مسیحی، ایرانی عربی اور سریانی، ہندو، چینی، منوی، سمیری، بابلی اور مصری تہذیبیں شامل ہیں۔

۲۔ **عقیم تہذیبیں**: وہ تہذیبیں جو چیلنجز کا مقابلہ نہ کر سکی: آنڈی۔ یوکاٹانی۔ میکسیکو۔ اور مایائی۔[15] ٹائن بی عقیم تہذیب کے متعلق یہ رائے رکھتا ہے کہ یہ متحجر آثار کسی نہ کسی تہذیب کی باقیات ہیں جن کا تشخص ہو چکا ہے، جیسے یونانی معاشرے کے عقب میں منوی، اور ہندی کے عقب میں سمیری، اور سیمیری کے مولودوں میں حتی اور بابلی بھی ہیں۔ اور مصری تہذیب کے بارے میں ٹائن بی کا ماننا ہے کہ اس کا نا کوئی سلف تھا نہ خلف۔[16]

ٹائن بی سریانی تہذیب کے بارے میں رائے دیتا ہے کہ سکندر اعظم کے دور میں یونانیت سریانیت میں داخل ہوئی، اور یہ فلسفہ کی روشنی میں سریانی کو ایک دعوت مقابلہ تھی کہ یونان کو نکال باہر کرنے میں کامیاب ہوتی ہے کہ نہیں۔ ان تمام کوششوں میں ایک جزو مشترک تھا؛ ہر مرتبہ یونانیوں کے خلاف رد عمل نے مذہبی تحریک کی شکل اختیار کی لیکن پہلی چار کوششوں اور آخری کوشش میں فرق تھا، ان میں جن مذاہب کا تذکرہ کیا ہے؛ زردشتیت، یہودیت، نسطوریت اور موحدیت کے رد عمل ناکارہے سریانیت کو یونانیت سے چھٹکارا نا دلا پائیں،

اور اسلام کا رد عمل کامیاب گیا۔ اس سے اسلام کی بالائیت تو واضح ہو رہی ہے لیکن اس کے ساتھ محقق کی تحقیق اسلام کی سریانیت کے ساتھ بنوّت بھی ثابت کر رہی ہے۔ تبھی جب اسلام کو سریانی تہذیب کے احیاء اہم جزو قرار دیا تو اس کے ساتھ ہی اس جہت کا قائل ہوتا ہے کہ جب اسلام نے اس اہم معاشرے کا احیاء کر لیا اور اجارہ داری قائم کر لی تو اس سے دو تہذیبیں عربی اور ایرانی پیدا ہوئیں۔[17] ٹائن بی جب مذاہب کے محرکات تک تہذیبوں کی تقسیم پہنچاتا ہے تو سریانی کے دائرے کا بھی ذکر کرتا ہے کہ یہ تین مذاہب یہودیت اور اسلام میں محدود تھا۔ وہ یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ اسلام انحلال پذیر معاشرے کا عالم گیر مذہب بننے میں کامیاب گیا، اس کے ساتھ ساتھ کہ اس کی تبدیلی اتنی واضح اور قطعی تھی کہ مقابل مذاہب کو پیش نہ آئی، اسلام سیاسی اعتبار سے بانی پیغمبر ﷺ کے زمانے میں بدل چکا تھا۔[18]

تہذیبوں کے ارتقاء وزوال کے مراحل

ٹائن بی کی مطالعہ تاریخ کی سوچ حقیقت میں معاشروں اور تہذیبوں کے گرد ہے۔ تبھی اس نے اس تقسیم کو اکیس تہذیبوں پر محیط شمار کیا ہے جن میں اس کے مطابق اس وقت صرف پانچ تہذیبیں باقی ہیں: مغربی عیسائیت، آرتھوڈکس عیسائیت، اسلام، ہندو اور مشرق اقصیٰ۔ اس کی تحقیق تہذیبوں کی تین جہات یعنی تکوین، عروج اور ناکامی کا تعین کرتی ہے۔[19] ٹائن بی ان تہذیبوں کے بارے میں حتمی رائے قائم کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نے واماندہ تہذیبوں کو شامل کرتے ہوئے چھبیس تہذیبوں کی فہرست تیار کی۔ ان چھبیس میں سے 16 مر کر دفن ہو گئیں اور تین واماندہ تہذیبوں کو بھی نکال دیا اور ان میں سے جو ابھی زندہ ہیں وہ یہ سات تہذیبیں ہیں:

1) مغربی معاشرہ 2) مشرق ادنی میں آرتھوڈکس مسیحیت کا مرکزی معاشرہ 3) مشرق ادنی کی روسی شاخ 4) اسلامی معاشرہ 5) ہندو معاشرہ 6) چین میں مشرق اقصی کا مرکزی معاشرہ 7) مشرق اقصی کی دوسری شاخ جاپان۔

ان تہذیبوں کے بارے میں فیصلہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مغرب کو نکال کر چھ تہذیبوں کی شکست کے آثار واضح ہیں اور وہ معرض انحلال میں ہیں۔ اس کی وجہ یہ بتاتا ہے کہ یہ تہذیبیں کسی سلطنت کے ماتحت شکست خوردہ ہو کر آچکی ہیں۔ (جبکہ اسلام ان پر حکمرانی کر چکا ہے اور ابھی تک عالم مذہب کی روشنی میں اپنی پروان پر ہے) سلطنت عام کے تحت آنے کو انحطاط کی علامت مانتے ہوئے کہتا ہے کہ چھ کی چھ غیر مغربی تہذیبیں جو زندہ ہیں وہ مغربی تہذیب کا خارجی دباؤ پڑنے سے پیش تر داخلا معرض شکست میں آچکی ہیں۔[20] انہی تہذیبوں کی منزل کا فیصلہ کرتے ہوئے ٹائن بی رائے دیتا ہے کہ مغربی تہذیب کے علاوہ جو چھ تہذیبیں انحلال کا شکار ہیں وہ شکست سے ختم نہیں ہوں گی بلکہ یہ انجذاب کو قبول کریں گی اور آہستہ آہستہ مغربی تہذیب اپنے اندر جذب کرے گی۔[21]

ٹائن بی کی اس حتمی رائے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تاریخ کی پیچیدہ صورت حال کو اپنی قومیت کی صورت میں پیش کرنے کو ترجیح دیتا ہے۔اور نتائج کو قائم کرتے ہوئے یہ توجیہ پیش کرتا ہے کہ انحلال کی شکار تہذیبیں مختلف سطحوں کے ذریعے مغربی تہذیب سے مل رہی ہیں ان میں معاشیات اور سیاست اور ثقافتی رجحانات ہیں۔[22] ٹائن بی اسلام اور اپنی مغربی تہذیب کے علاقات کے بارے میں کہتا ہے کہ:

"In the past, Islam and our Western society have acted and reacted upon one another several times in succession, in different situations and in alternating roles."[23]

یعنی: "کہ ماضی میں اسلام اور مغربی معاشرہ ایک دوسرے کو اونچا دکھانے کی تگ ودو میں رہے، مختلف حالات میں اور متبادل حکمرانیوں میں۔"

ٹائن بی کے مطابق تہذیبوں کے انحلال کے عوامل میں سے ایک عامل عالمیت مذہب / دین ہے۔ اسلام کے متعلق ٹائن بی اپنی رائے اس طرح دیتا ہے کہ مذاہب میں سے اسلام نے رواداری کی مثال قائم کی کہ ان کے نبی ﷺ نے اپنے پیروکاروں کو یہود و نصاریٰ کے ساتھ مذہبی رواداری کے سلوک کی تاکید کی۔اس وجہ سے کہ یہ دونوں گروہ اہل کتاب میں سے ہیں۔ یہاں ٹائن بی یہ تنقید بھی کرتا ہے کہ مسلمان نے اپنے پیغمبر ﷺ کی ہدایت کے بغیر زرتشتیوں سے بھی رواداری کا سلوک روا رکھا جب وہ ان کی حکومت کے تابع ہوئے۔[24]

اگر تعلیمات اسلام سے واقفیت ہوتی تو وہ حقائق اسی طرح سامنے آتے جس طرح ڈاکٹر عبداللہ بن إبراہیم بن علی الطریقی کی کتاب "التعامل مع غیر المسلمین" سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو ہر صورت غیر مسلم (چاہے وہ اہل کتاب میں سے ہو یا غیر اہل کتاب) کے ساتھ کیا رویہ ہونا چاہئے۔ حدیث مبارکہ میں ہے: عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبيﷺ أنه قال: من لا يرحم لايرحم"[25] یعنی: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو کسی پر رحم نہیں کرتا وہ پر رحم نہیں ہوگا۔" اسلام کی ایسی نصائح امت کسی خاص مسلک یا مذہب پر مبنی نہیں ہیں اور اللہ پاک پیغمبر کریم ﷺ کو فرماتا ہے: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ(107:21) یعنی: "اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر)۔ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: عَسَى اللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُم مِّنْهُم مَّوَدَّةً ۚ وَاللَّهُ قَدِيرٌ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (7:60) ترجمہ: "جب نہیں کہ اللہ تمہارے اور اُن میں سے بعض لوگوں کے درمیان جن سے تمہاری دشمنی ہے (کسی وقت بعد میں) دوستی پیدا کر دے، اور اللہ بڑی قدرت والا ہے، اور اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔"

اسلام کی تعلیمات کے متعلق ٹائن بی کا نقطہ تعلیمات اسلام کے حقائق کے برخلاف ہے۔ وہ تاریخ اسلام میں اپنی جانبداری کا اظہار اس طرح کرتا ہے کہ مسلمانوں کی جنگیں بربریت اور غارتگری پر محیط تھیں، اور انہیں آشوریوں جیسا ظالم اور سفاک تک ثابت کرنے کی کوشش کی کہ انہوں نے زوال پذیر رومی سلطنت کے لاوارث صوبوں کو پامال کر ڈالا۔[26]

اگرچہ ٹائن بی تہذیبوں کے نشوؤ اور ارتقاء کے [27] فلسفہ میں ابن خلدون کے فلسفے سے متاثر نظر آتا ہے اور ابن خلدون کی اس فکر سے اتفاق کرتا ہے کہ عالمگیر سلطنت اعرابیت سے تہذیب کی طرف کھینچ لاتی ہے۔ اور وہ ابن خلدون کی اس بات پر بھی متفق ہے کہ تہذیبوں کے پروان چڑھنے کے کئی عوامل ہیں ان میں سے ایک "بیئۃ" عمرانیات ہے۔[27] اس کے باوجود ٹائن بی اسلامی تہذیب کے بارے میں حقائق کے بیان میں جانبداری سے کام لے رہا ہے۔ اگرچہ اپنی کتاب میں مسلمانوں کے ضعف کے اسباب والی تحریکوں کا بھی ذکر کیا ہے اور اشارۃ اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ تحریکیں اسلام کے ضعف اور ناتوانی کا نشان تھیں۔[28] آرنولڈ کی اسلام کے بارے سوچ کو اگر فرانسی فلسفی "غوستاف لوبون" (Gustave Le Bon (1841 – 1931 C.E)) سے موازنہ کریں تو وہ کہتا ہے: "بیت المقدس والوں کے ساتھ عمر (رضی اللہ عنہ) نے جو معاملہ کیا تھا، اس کا علم جسے ہوگا، اس کو اس بات کا علم الیقین ہو جائے گا کہ وہ لوگ اپنے مفتوحین کے ساتھ انتہائی حد تک حسن سلوک کیا کرتے تھے اور اس کے بالکل برخلاف وہ معاملہ ہے جو صلیبی جنگوں کے زمانہ میں بیت المقدس میں عیسائیوں نے مسلمانوں کے ساتھ روا رکھا تھا۔"[29]

ٹائن بی جہاں اسلام کی وسعت کے ایجابی اسباب کو بھی سامنے رکھتے ہوئے اس امر کا معترف ہے کہ اسلام کی اشاعت بزور قوت نہیں ہوئی بلکہ مسلمانوں نے مفتوحہ علاقوں میں جو متبادل صورتیں پیش کیں وہ اسلام یا موت نہیں تھیں بلکہ اسلام یا جزیہ تھیں۔ یہی پالیسی ملکہ الزبتھ نے انگلستان میں اختیار کی اور خوب ستائش پائی۔ اس کے مطابق اسلام کی تبلیغی کشت وزار کی یہ متاخر فصل رضامندانہ تحریک کا نتیجہ تھی، سیاسی دباؤ کا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔[30] لیکن اس کے ساتھ ہی وہ یہ رائے قائم کرتا ہے کہ اسلام میں قانون کا مآخذ قرآن مجید کو گردانا اور اسے ہر دور سے منطبق کرنا صحیح نہیں۔۔۔ اس کے ساتھ یہ بھی دعوی کہ مکی دور میں جو سورتیں نازل ہوئیں وہ دور غیر سیاسی تھا۔۔۔ مدنی زندگی کی نازل شدہ سورتوں کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے لیکن مسیحی اکابر کے ساتھ جوڑ کر کہ مدنی سورتوں میں سے بھی خارجی امداد و تقویت کے بغیر ایک جامع نظام قانون تیار کر لینا ویسا ہی ہے جیسا کہ کسی قانونی ہتھکنڈے سے کام لے کر پولوس رسول کے خطوں سے ایسا نظام تیار کر لیا جائے۔[31]

اسلام کی تعلیمات کے بارے میں ٹائن بی کی جانبداری نے اس کی تہذیب کے بارے میں حتمی رائے کو الجھاؤ میں ڈال دیا ہے۔ جہاں وہ اپنی مذہبیت کے لبادہ میں اراء کو منتقل کر رہا ہے لیکن وہیں پر ایک مؤرخ ہوتے ہوئے مقابل مذہب کے بارے میں آراء جہاں مثبت ہیں انہیں کہیں نہ کہیں بیان کرتا ہے، جیسے ٹائن بی کا کہنا ہے کہ اسلام نے توحید کو از سر نو پختہ بنیادوں پر قائم کیا، اس کے برعکس اس اہم حقیقت پر مسیحیت کی گرفت بداہتہ کمزور اور ڈھیلی ڈھالی رہی ہے۔[32] اس کے ساتھ موصوف کا ماننا ہے کہ اسلام کی بقاء استوار تہذیب میں دو خصوصیتوں "واحدانیت دین اور سلطنت کا نظام" کی بنا پر ہے۔ اسی وجہ سے اس کا گزر دو مراحل سے ہوا:

1- دینی مرحلہ جو حقیقی اسلامی قوت سے مزین تھا؛ 2- دینی سیاسی مرحلہ، یثرب کی ریاست کے قیام اس کی حدود کی شبہ جزیرہ عرب کے مصافت سے بڑھنے کے بعد۔ ٹائن بی کے مطابق یہ مرحلہ تہذیب اسلام کے زوال کا نقطہ آغاز ہے۔ ٹائن بی کا کہنا ہے کہ اگر محمد ﷺ فقط دینی داعی ہوتے تو امور سلطنت کے نگہبان نہیں ہو سکتے تھے اور نہ ہی روحانی نقطہ سے بھی اسلام وہ ہوتا جیسا اس کا نام ہے۔ اور اسلامی تہذیب کے انحلال کے آغاز کی نشاندہی ہجرت سے یا غزوہ بدر کے وقوع سے؛ بوجہ کہ جنگ اندرونی خلفشار کو چھپاتی ہے اس لئے اسے انحلال تہذیب سے تعبیر ہوگی۔[33] اسلامی تہذیب کے بارے میں ٹائن بی کی یہ تشخیص عیسائی نقطہ نظر کی ترجمانی ہے نہ کہ تاریخی نقطہ نظر سے۔[34]

دوران تحقیق اگرچہ کئی مواقع پر ٹائن بی نے اشاروں میں ہی سہی نبی کریم ﷺ اور اسلام کے حقیقی مثبت رخ کی طرف اشارہ بھی کیا لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ اپنی عیسائی مذہبی جانبداری کی وجہ سے ہجرت مدینہ کے بارے میں کہتا ہے کہ: "ہجرت کو اسلام کی تباہی کی تاریخ سمجھنا چاہیئے نہ کہ وہ تاریخ جسے اسلام کی تاسیس کے لحاظ سے مقدس مانا گیا ہے۔"[35] اسی طرح وہ یہودیت و عیسائیت کے تقدم کو ثابت کرنے کی غرض سے لکھتا ہے کہ: "محمد ﷺ کی خلاق روح نے یہودیت اور مسیحیت سے روشنی حاصل کی، اس کی ہیئت بدل کر ایک اسے ایسا لافانی بنا دیا کہ جو اسلام کے نئے اعلیٰ مذہب کی شکل میں نمایاں ہوئی۔"[36]

ٹائن بی اسلام کو عالمی سلطنت میں شمار کرتا ہے۔ اس کے مطابق نبی کریم ﷺ کا دور ابتداء اسلام تھا اور ابتدائی سفر تھا ترقی کی طرف؛ اس کے پروان چڑھنے کے مراحل آپ ﷺ کے وصال کے بعد سے شروع ہوئے، انہی مراحل میں اندرونی خلفشار کا سامنا ہوا اور ایک ایک قدم اس کے تاریخ کے فلسفہ کے مطابق عوامل اور مراحل کے اقدار سے شروع ہوتا ہے۔[37] اس کے ساتھ ہی مسلم امت کے دوسری اقوام کے ساتھ تعلقات کے بارے میں یہ رائے رکھتا ہے کہ مسلم بلا افتراق رنگ و نسل اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ رواداری کا تعلق قائم کرتے ہیں، یہاں تک کہ قرآنی تعلیمات کے تحت وہ آسمانی کتابوں والے مذاہب کے ساتھ بھی روادارانہ رویہ رکھتے ہیں؛ ان میں پہلے عیسائی اور یہودی تھے لیکن بعد میں اور مذاہب کو بھی شامل کیا گیا۔[38] اس کے باوجود ٹائن بی اسلام کے

مستقبل کے بارے میں کہتا ہے کہ: "مستقبل قریب کے بارے میں فیصلہ مغربی دنیا اور روسی دنیا کے درمیان قوت آزمائی کے نتیجے پر موقوف ہے اور ان دونوں دنیاؤں نے اسلامی دنیا کو گھیرے میں لے رکھا ہے، ان محارب فریقوں کے نزدیک اسلامی دنیا نے بہت زیادہ اہمیت اختیار کرلی ہے۔" اس کے ساتھ ساتھ اسلامی دنیا کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اسلامی دنیا کے احاطہ میں تین شہر بلاد قدیم تہذیبوں پر مبنی واقع ہیں، اور دوسرا یہ کہ اسلامی دنیا کے پاس تیل کے بڑے ذخائر ہیں۔ کشمکش اور تناؤ میں اضافہ اس وجہ سے بھی ہوا ہے کہ اسلامی دنیا عالمگیر وسائل حمل ونقل کا مرکز ہے۔ سب ممالک اسلامی دنیا کے راستے کے محتاج ہیں۔[39]

نتائج

1. یہ مقالہ آرنلڈ ٹائن بی کی شخصیت اور اس کے تاریخی فلسفیانہ نظریات ورجحانات کو اجاگر کرتے ہوئے آرنلڈ ٹائن بی کے لطالعہ کی افادیت کو اجاگر کرتی ہے۔
2. یہ مقالہ دور جدید کے تناظر میں تاریخ کی باریکیوں سے پردہ اٹھانے اور ٹائن بی کے عمل کو جانچنے پر محیط ہے اور یہ واضح کرتی ہے کہ اُس نے کس طرح تاریخ کو تہذیب کے رنگ میں پرویا ہے؛ دور حاضر میں باقی تہذیبوں کے احوال پیش کیے ہیں اور واماندہ تہذیبوں کی حقیقت کو پیش کیا۔ نیز یہ کہ ٹائن بی کس طرح اس نتیجہ پر پہنچا کہ دور حاضر میں فوقیت مغربی تہذیب کو حاصل ہے۔
3. یہ مقالہ یہ ثابت کرتا ہے کہ ٹائن بی ابن خلدون سے متاثر ہونے کے باوجود عیسائی جانبداری کا شکار ہے۔
4. یہ مقالہ ایک مغربی مؤرخ کے اسلامی تہذیب کے مطالعہ کا جائزہ پیش کرتا ہے کہ اس کا تحقیق کی روشنی میں ادراک اور نظریہ کیا ہے اور اس نے بایں ہمہ مغرب کو کس بنا پر فوقیت دی ہے؟!!!

سفارش

1. یہ مقالہ محققین کو اس سوال کا جواب دینے کی دعوت دیتا ہے کہ اگر ٹائن بی کے فلسفے کے مطابق تہذیبوں کا ارتقاء دین پر مبنی ہے تو دین اسلام کی مختلف تہذیبوں میں پذیرائی، مسلمانوں کو ایرانی، عربی اور شامی۔۔۔ اقوام کی کش مکش میں کیوں ڈالتی ہے؟

*****

References

1. Cornelia Navari, *Arnold Toynbee (1889-1975): Prophecy and Civilization*, (Source: Review of International Studies, Vol. 26, No. 2 (Apr., 2000), 289-301, Published by: Cambridge University Press), 289, 290.

2. Cornelia Navari, Ibid.10.

3. Krishan Kumar, "The Return of Civilization—and of Arnold Toynbee?" *Comparative Studies in Society and History*, Vol: 56, Issue 4, October 2014, pp. 815-843, University of Virginia. 815.

4 Ibid, 816.

5. Arnold Toynbee, *Mutala e Tareekh*, Tarjuma, Ghulam Rasool Mahar, Vol. 2 (Lahore, Majlis Tarqi Adab, nd.), 557.

آرنلڈ ٹائن بی، مطالعہ تاریخ، ترجمہ: غلام رسول مہر، ج2 (لاہور، مجلس ترقی ادب، ندارد)، 557۔

6. Naīfan Ğmʿẗ ʿalm al-dīn, *Flsfẗ Al-Tārīẖ ʿnd Arnūld Twynbī*, (Egypt, AlHyat-Almisriat-o lil Kitab, 1991), 21.

نیفن جمعۃ علم الدین، فلسفۃ التاریخ عند آرنولد توینبی (مصر، الہیئۃ المصریۃ التامۃ للکتاب، 1991)، 21۔

7. Arnūld Twynbī, *Mẖtṣr Drāsẗ al-tārīẖ*, Mūğz: Smr fīl, Trğmẗ: fuʾād mḥmd šbl, Vol. 1, (Cairo, Hqūq al-trğmẗ wālnšr bālʿrbīẗ mḥfūẓẗ llmrkz al-qūmī lltrğmẗ, 2011), 21; Naīfan Ğmʿẗ ʿalm al-dīn, Flsfẗ Al-Tārīẖ ʿnd Arnūld Twynbī (ālhīʾiẗ al-mṣrīẗ al-tāmẗ llktāb, 1991), 107.

ارنولد توینبی، مختصر دراسۃ التاریخ، موجز: سمر فیل، ترجمۃ: فؤاد محمد شبل، ج 1 (القاہرۃ، حقوق الترجمۃ والنشر بالعربیۃ محفوظۃ للمرکز القومی للترجمۃ، 2011)، 21؛ نیفن جمعۃ علم الدین، فلسفۃ التاریخ عند ارنولد توینبی، 107۔

8. Arnūld Twynbī, Mẖtṣr Drāsẗ al-tārīẖ, Vol. 1, 21.

ارنولد توینبی، مختصر دراسۃ التاریخ، ج1، 21۔

9. Arnold Toynbee, *Mutala e Tareekh*, Vol. 1, 840; Aḥmd Maḥmūd Al-Ṣbḥī, fī flsfẗ al-tārīẖ, (al-āskndrīẗ, Muʾssẗ al-ṯqāfẗ al-ğāmʿīẗ, 1975), 266-7.

آرنلڈ ٹائن بی، مطالعہ تاریخ، ج1، 840؛ الدکتور احمد محمود الصبحی، فی فلسفۃ التاریخ، (الاسکندریۃ، مصر، مؤسسۃ الثقافۃ الجامعیۃ، 1975)، 266،267۔

10. Naīfan Ğmʿẗ ʿalm al-dīn, *Flsfẗ Al-Tārīẖ ʿnd Arnūld Twynbī*, 87; Dr. Aḥmd Maḥmūd Al-Ṣbḥī, *fī flsfẗ al-tārīẖ*, 269.

نیفن جمعۃ علم الدین، فلسفۃ التاریخ عند آرنولد توینبی، 87؛ الدکتور احمد محمود الصبحی، فی فلسفۃ التاریخ، 269۔

11. Arnūld Twynbī, *Mẖtṣr Drāsẗ al-tārīẖ*, Vol. 1, 11.

ارنولد توینبی، مختصر دراسۃ التاریخ، ج1، 11۔

12. Cornelia Navari, Arnold Toynbee (1889-1975): Prophecy and Civilization,. 292.
13. Ibid, 293-94.

ایضاً، 94-293۔

14. Arnold Tynbee, *Mutala e Tarikh*, 839.

آرنلڈ ٹائن بی، *مطالعہ تاریخ*، 839۔

15. Ibid, 62, 56, 58, 68, 71, 72,77

ایضاً، 71،68،58،56،62،77،72۔

16. Ibid, 841.

ایضاً، 841۔

17. Ibid, 1/ 240-242.

ایضاً، 240۔242۔

18. Ibid, 21, 637, 637.

ایضاً، 637،21،720۔

19. Arnūld Twynbī, *Mẖtṣr Drāsẗ al-tārīẖ*, 11.

اِرنولد تویںبی، *مختصر دراسۃ التاریخ*، 11۔

20. Arnold Tynbee, *Mutala e Tarikh*, 386.

آرنلڈ ٹائن بی، *مطالعہ تاریخ*، 386۔

21. Ibid, 415.

ایضاً، 415۔

22. Ibid, 415,416.

ایضاً، 416،415۔

23 Arnold J. Toynbee, *Civilization on Trial* (New York, Oxford University Press, 1948), 184.
24. Ibid, 461.

ایضاً، 461۔

25. Muhamd Bin Ismail Al-Buẖārī, *Sahi Bukhri*, (Beīrūt, Dar ul Kasir, 1987), Kitāb Al-ʾādb 272. No. 5997.
محمد اسماعیل بخاری، *صحیح بخاری*، ج1(بیروت، دار ابن کثیر، 1987)، کتاب الأدب، الباب 18، الحدیث رقم 5997
26. Arnold Tynbee, *Mutala e Tarikh*, 522,23.

آرنلڈ ٹائن بی، *مطالعہ تاریخ*، 23،522۔

27. See: Mahdī ʿabdu Al-Ḥamīd Ḥusīn, Aʿābd Barāk Al-ʾanṣārī, "Awāmil Al-Taḥaḍur ʿind Aibn ẖalidūn Watuwaīnbī "Dirāsẗ Muqārnẗ", *Muǧalẗ Al-Malwyẗ Lildrāsāt Aṯārīẗ Wāltārīẖīẗ,* Vol. 4, Issue# 7, (Ǧāmʿẗ Sāmrāʾ, 2017), 10, 11.

دیکھیں: مهدي عبد الحميد حسين، أعابد براك الأنصاري، "عوامل التحضر عند ابن خلدون و توينبي، دراسة مقارنة"، *مجلة الملوية للدراسات آلثارية والتاريخية*/ المجلد الرابع/ العدد السابع/السنة الرابعة/(جامعة سامراء، 2017م)، 11،10-

28. Arnold Tynbee, *Mutala e Tarikh*, 169.

آرنلڈ ٹائن بی، *مطالعہ تاریخ*، 169۔

29. Raghib Al-Tabbakh, *Tarikh Afkar o Uloom e Islam*, Tarjuma, Iftekhar Balki, Vol:1, Edi, 3 (Lahore, Islamic Publications Ltd, 1983), 329.

راغب الطباخ، *تاریخ افکار وعلوم اسلام*، ترجمہ: افتخار احمد بلخی، ج1، طبع3 (لاہور، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، 1983)، 329۔

30. Arnold Tynbee, *Mutala e Tarikh*, 722, 724

آرنلڈ ٹائن بی، *مطالعہ تاریخ*، 722، 724۔

31. Ibid, Vol: 2, 99.

ایضاً، ج2، 99۔

32. Ibid, 155.

ایضاً، 155۔

33. Arnūld Tuwynbī, *Tārīẖi Al-Abšrīẗ, Naqlh Ili Al-ʿrbīẗ*: Naqūlā Zīādh, (Ālʾahlīẗ Lilnašr Wāltaūzīʿ, Baīrūt – 2004), 453; Aḥmd Maḥmūd Al-Ṣbḥī, *fī flsfẗ al-tārīẖ*, 284-287 and 269.

اِرنولد توینبی، *تاریخ البشریۃ، نقولہ إلی العربیۃ*: الدکتور/ نقولا زیادہ، (بیروت، الأہلیۃ للنشر والتوزیع، 2004)، 453؛ احمد محمود الصبحی، *فی فلسفۃ التاریخ*، 284—287، 296۔

34. Ibid, 284–287, 269.

ایضاً ص284—287، 296۔

35. Ibid, Vol: 2, 720.

ایضاً، ج2، 720۔

36. Ibid, Vol: 1, 615.

ایضاً، ج1، 615۔

37. Arnūld Tuwynbī, *Tārīẖi Al-Abšrīẗ*,457.

اِرنولد توینبی، *تاریخ البشریۃ*، 457۔

38. Arnold Tynbee, *Mutala e Tarikh*, 369.

آرنلڈ ٹائن بی، *مطالعہ تاریخ*، 369۔

39. Ibid, 283, 284.

ایضاً، 283، 284۔